تحقیق و تنقید

تخریجِ احادیث
ایک تعارف

حافظ افتخار احمد

اسلامی قانون کے دو بنیادی ماخ … یک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید اور دوسرا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث۔ قرآن میں بیسیوں احکام مجمل ہیں اور اللہ نے خود قرآن میں ان مجمل احکام کے بیان و تفسیر کا پہلا حق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات صحابہ کرام کے استفسار پر مجمل احکام کی تشریح کا فریضہ سرانجام دیا۔

جب تدوینِ تفسیر و حدیث کا باضابطہ آغاز ہوا تو علماء متقدمین نے جہاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے استشہاد کیا وہاں ان کو مع اسناد بیان کیا۔ یہ کام ہمیں تفسیر و حدیث کی ابتدائی کتب میں نظر آتا ہے۔

اس کے بعد جب علوم کی تقسیم ہوئی اور ہر علم مستقل حیثیت اختیار کر گیا اور اس فن کے ماہرین کو اپنی تالیفات میں احادیث سے استدلال کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے اپنی کتب میں پوری احادیث ذکر کرنے کی بجائے بعض اوقات حدیث کا کوئی جملہ یا کوئی خاص حصہ یا بعض اوقات حدیث بغیر سند کے ذکر کر دی۔ یہ طریقہ ہمیں عقائد، تفسیر، احکام القرآن، حدیث (کے مختصر مجموعوں) اصولِ فقہ، فقہ، تصوف اور تاریخ میں ملتا ہے اور متاخرین کی کتب میں تو اس کا کثرت سے رواج ہے۔ اب اگر کوئی آدمی کسی کتاب میں درج حدیث کا درجہ یا حیثیت معلوم کرنا چاہے۔ یا یہ جاننا چاہے کہ یہ حدیث کس کتاب میں آئی ہے تو اس کے لیے بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ اس کا احساس علماء کو پہلے ہی ہو گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے متعدد کتب میں درج شدہ

احادیث کی تخریج کی اور اگر کہیں ضرورت محسوس ہوئی تو اس حدیث کا صحت وسقم کے اعتبار سے درجہ بھی متعین کیا۔

اس مقالہ میں تخریجِ حدیث کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات ذکر کر کے تخریج کے فوائد اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی اور مختصراً اس فن کا تاریخی پس منظر بیان کیا جائے گا۔

لغوی تعریف

لغت میں تخریج کے معنی ہیں دو متضاد چیزوں کا ایک چیز میں جمع ہونا۔
صاحبِ قاموس نے کہا ہے:

عام فیہ تخریج : خصب و	زرخیز و ہرا بھرا ہونا، وارض مخرجۃ ایسی
جذب وارض مخرجۃ (کمنقشۃ)	زمین جس کے کچھ حصے پر تو سبزہ ہو اور کچھ پر
نبتھا فی مکان دون مکان،	نہ ہو'خرج اللوح تخریجا' کا مطلب یہ
وخرّج اللوح تخریجاً: کتب	ہے کہ کچھ چیز لکھی جائے اور کچھ چھوڑ دی
بعضا وترك بعضاً. والخرج	جائے۔"الخرج" سفید و سیاہ دو رنگوں
لونان من بیاض وسواد[۱]	کو کہا جاتا ہے۔

تخریج کا اطلاق متعدد معنی کے لیے ہوتا ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:

استنباط: صاحبِ قاموس نے کہا ہے: والاستخراج والاختراج: الاستنباط[۲] (استخراج و اختراج دونوں استنباط کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔)

التدریب: صاحبِ قاموس نے کہا ہے: خرّجہ فی الادب متخرّج، وھو خریج (کفین) بمعنی مفعول أی مخرج[۳] کسی کو با ادب و مہذب بنانا اور "خریج" مفعول کے معنی میں ہے۔ یعنی اس سے مراد مخرج اور تربیت یافتہ ہے۔

التوجیہ: کہا جاتا ہے: خرّج المسألۃ وجّھھا، ای بیّن لھا وجھاً۔ یعنی مسئلہ کی وجہ بیان کرنا۔

صاحبِ لسان العرب نے کہا ہے [illegible] خرج: موضع الخروج۔ نکلنے کی جگہ

خرج مخرجًا حسنًا وھذا مخرجًا[۴] اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کام کے لیے خروج کا اچھا راستہ نکل آئے۔ تخریج کے مذکورہ معنی کی روشنی میں محدثین کی درج ذیل اصطلاح کا مطلب یہ ہوتا ہے: "ھذا حدیث عُرف مخرجہ ای موضع خروجہ" (اس حدیث کا مخرج معلوم ہے) اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کے نکلنے کی جگہ معلوم ہے۔

اس سے مراد حدیث کے وہ راوی ہوتے ہیں جنھوں نے اپنے طریقے سے حدیث کی تخریج کی ہے۔

"والخروج نقیض الدخول، وقد اخرجہ وخرّج بہ"[۵]

(خروج، دخول کی ضد ہے جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں نے اس (حدیث) کی تخریج کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس (حدیث) کا اخراج کیا ہے۔ یعنی اس حدیث کو ظاہر کیا ہے) اور اسی معنی میں قرآن کریم میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ[۶] (اس کھیتی کی طرح جس نے اپنا خوشہ ظاہر کیا) اس لیے جب محدثین یہ کہتے ہیں اخرجہ البخاری تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بخاری نے وہ حدیث لوگوں کے لیے ظاہر کی ہے اور اس کا مخرج بیان کیا ہے۔ یعنی اس حدیث کے راویوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے وہ حدیث اپنے اپنے طریقوں سے بیان کی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اب تک جو کچھ کہا گیا ہے محدثین کے نزدیک یہ لفظ تخریج کے اصل اشتقاق کا بیان ہے۔ یعنی حدیث کے مخرج کا اظہار مع اس کے راویوں کے۔ واللہ اعلم۔

محدثین کے نزدیک تخریج کا مفہوم

محدثین کے نزدیک تخریج کا اطلاق درج ذیل متعدد معانی پر ہوتا ہے۔

تخریج، اخراج کا مترادف ہے۔ یعنی حدیث کو اس کے مخرج کے ساتھ لوگوں کے لیے ظاہر کرنا۔ حدیث کے ان راویوں کا ذکر جنھوں نے اپنے طریقوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہو۔ پس جب وہ یہ کہتے ہیں مثلاً "ھٰذا حدیث اخرجہ البخاری، اوخرجہ البخاری" (بخاری نے اس حدیث کا اخراج کیا ہے یا اس کی تخریج کی ہے) یعنی (بخاری) نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مستقل اس کا مخرج ذکر کیا ہے[۷]

ابن صلاح نے اپنی مشہور کتاب "علوم الحدیث" میں ذکر کیا ہے۔

للعلماء بالحدیث فی تصنیفه	کہ محدثین کے حدیث (کی کتاب) کو تصنیف
طریقتان، احدا ھما: التصنیف	کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ
علی الابواب۔ ھو تخرجه علی	(اس کتاب) کو ابواب فقہ کے مطابق
احکام الفقه وغیرھا....[۹]	تصنیف کیا ہے۔

تخریج سے ابن صلاح کی مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو ظاہر کیا جائے اور لوگوں کے لیے اس کو روایت کیا جائے۔

۲۔ تخریج کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کو کتب حدیث سے نکالا جائے اور اس کو روایت کیا جائے۔ اس سلسلے میں علامہ سخاوی اپنی کتاب "فتح المغیث" میں فرماتے ہیں:

اخراج المحدث الاحادیث	محدث کا حدیث کو کتب حدیث اور
من بطون الاجزاء والمشیخات	اپنے مشائخ سے اپنی سند سے روایت
والکتب ونحوھا وسیاقھا من	کرنا یا اپنے بعض اساتذہ کرام یا اپنے
مرویات نفسه او بعض شیوخه او	ہم عصروں سے (روایت کرنا) اور اس
اقرانه او نحو ذلک والکلام علیھا	حدیث کا مرتبہ بیان کرنا اور اگر اس کا کسی
وعزوھا لمن رواھا من اصحاب	کتاب والے نے ذکر کیا ہے تو اس کا
الکتب والدواوین۔[۱۰]	مکمل حوالہ دینا۔

تخریج کا اطلاق رہنمائی کے معنی پر کیا جاتا ہے۔ یعنی حدیث کے اصل مصادر کی طرف رہنمائی کرنا اور ان کی نشاندہی کرنا کہ یہ حدیث فلاں مؤلف کی فلاں کتاب میں موجود ہے۔ علامہ مناوی[۱۱] نے اپنی کتاب "فیض القدیر"[۱۲] میں علامہ سیوطی[۱۳] کے قول: بالغت فی تحریر التخریج (میں نے تخریج کو تحریر کرنے میں انتہائی محنت سے کام لیا ہے) کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا ہے یعنی:۔

اجتھدت فی تھذیب	یعنی میں نے حدیث کے بیان اور
عزو الاحادیث الی مخرجیھا	تنقیح میں حد درجہ کوشش کی ہے اور
من ائمة الحدیث من الجوامع	اس حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے
والسنن والمسانید، فلا اعزو	جہاں ان (مؤلفین) نے اپنی کتب جوامع[۱۴]
إلی شیء منھا الا بعد التفتیش	وسنن[۱۵] اور مسانید[۱۶] میں ذکر کیا ہے میں نے

عن حماله وحمال مخرجه ولا اکتفی بعزوالی من لیس من أهله وان جل کعظماء المفسرین"[۱۷]	کسی چیز کو اس کی اصلی حالت اور اس کے راوی کی تفتیش کے بغیر ذکر نہیں کیا اور اس سلسلے میں، میں نے کبھی کسی غیر اہل کی طرف اس حدیث کی نسبت پر اکتفا نہیں کیا خواہ وہ کوئی بڑا مفسر ہی کیوں نہ ہو۔

ڈاکٹر محمود طحان فرماتے ہیں کہ (یہی) تیسرا معنی ہی محدثین کے نزدیک زیادہ مشہور ہے اور تخریج کا لفظ اسی معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ خاص طور پر آخری زمانہ میں جب کہ لوگوں کی ضرورت کی بناء پر علماء کرام نے احادیث کی تخریج کی ہے[۱۸]

تخریج کی اصطلاحی تعریف

التخریج: هو الدلالة علی موضع الحدیث فی مصادرہ الاصلیة التی اخرجته بسندہ. ثم بیان مرتبته عند الحاجة.[۱۹]	حدیث کے مصادر اصلیہ کی نشاندہی کے ساتھ اس کے مرتبہ کو بیان کرنا تخریج کہلاتا ہے۔

تعریف کی شرح

"الدلالة علی موضع الحدیث" سے مراد ان تالیفات کا ذکر کرنا ہے جن میں وہ حدیث پائی جاتی ہے۔ مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ "بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کی تخریج کی ہے یا طبرانی نے اپنے معجم میں اس کا ذکر کیا ہے یا طبرانی نے تفسیر میں اس کو بیان کیا ہے"، تو ان کتب میں اس حدیث کی موجودگی کی طرف رہنمائی کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مصادرِ اصلیہ میں حدیث کے مؤلفین نے اپنے اساتذہ کرام کی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی سند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے جیسے: صحاح ستہ[۲۰]، مؤطا امام مالک[۲۱]، مسند احمد[۲۲]، مسند حاکم[۲۳]، مصنف عبدالرزاق[۲۴] وغیرہ۔
وہ کتب سنن جو مذکورہ بالا کتب کے تابع ہوں جیسے وہ تصانیف جن میں ان کے

مؤلفین نے متعدد کتب کی احادیث کو جمع کیا ہو۔ مثلاً حمیدیؒ[25] کی کتاب "الجمع بین الصحیحین"[26] یا وہ کتابیں جن میں بعض کتبِ احادیث کی اطراف[27] کو جمع کیا گیا ہو۔ جیسے مزیؒ[28] کی کتاب "تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف"[29] یا مذکورہ کتبِ حدیث کی مختصرات جیسے منذریؒ[30] کی "تہذیب سنن ابی داؤد"[31] اس آخری کتاب سے اگرچہ منذری نے اسانید کو حذف کر دیا ہے تاہم اسانید حکماً اس میں موجود ہیں کیونکہ جو محقق بھی سنن ابی داؤد کی کسی بھی روایت کی سند تلاش کرنا چاہے تو اصل کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے جہاں پر اسے پوری سند تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔ تیسری وہ کتب ہیں جو دراصل کسی دوسرے فن میں تحریر کی گئی ہیں جیسے تفسیر، فقہ اور تاریخ وغیرہ۔ لیکن ان کے مؤلفین نے حدیث مع سند ذکر کی ہو، یعنی کسی دوسری کتب سے نہ لی ہو۔ ان کتب میں "تفسیر طبری"[32] اور "تاریخ طبری" اور محمد بن ادریس (امام شافعیؒ[33]) کی کتاب "الام"[34] خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہ کتب فنِ حدیث میں تالیف نہیں کی گئی ہیں بلکہ اصلاً دوسرے فن میں تحریر کی گئی ہیں (جیسا کہ ان کے نام سے ہی ظاہر ہے) لیکن انھوں نے دوسری چیزوں کے ضمن میں احادیث سے استدلال کیا ہے اور ایسا کرتے وقت انھوں نے مذکورہ دو شرائط کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے۔

۱۔ حدیث کو مع سند ذکر کیا جائے۔

۲۔ اور کسی دوسرے مؤلف سے وہ حدیث نہ لی جائے۔

مذکورہ بالا تین اقسام میں درج شدہ کتبِ احادیث کو مصادرِ اصلیہ کہا جاتا ہے۔ باقی وہ تمام کتابیں جن میں بعض سابقہ کتب کے حوالے سے حدیث جمع کی گئی ہوں تو ایسی کتب کو فنِ تخریج کی اصطلاح میں "تخریج" نہیں کہا جاتا اور یہ حوالہ صرف اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ قاری کو معلوم ہو کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں موجود ہے، اگر کوئی اصل کتاب سے حدیث دیکھنا چاہے تو آسانی سے دیکھ سکے۔ اس کے علاوہ حدیث کی ایسی کتابیں بھی ہیں جن میں احادیث کسی خاص موضوع سے متعلق جمع کی گئی ہوں، لیکن وہ کتابیں مصادرِ اصلیہ نہیں کہلاتیں۔ جیسے علامہ ابن حجرؒ[35] کی کتاب "بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام"[36] اور اسی ضمن میں وہ کتب بھی شامل ہیں جو

حروفِ تہجی کے اعتبار سے جمع کی گئی ہوں جیسے جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب "الجامع الصغیر" اوراسی طرح وہ تمام کتب جن میں کتبِ سابقہ سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے "اربعین نوویؒ" اور "ریاض الصالحینؒ" یہ کتابیں مصادر اصلیہ تو نہیں کہلاتیں تاہم بوقت ضرورت ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

"بیان مرتبته عند الحاجة" سے مراد یہ ہے کہ بوقت ضرورت صحت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کا مرتبہ بیان کیا جائے تو گویا کہ فنِ تخریج میں حدیث کے مرتبہ کا بیان کوئی بنیادی چیز نہیں، ایک اضافی چیز ہے۔[۳۲]

اسلامیات کے طالب علم کے لیے جن چیزوں کا جاننا نہایت ضروری ہے، ان میں سے ایک فنِ تخریج بھی ہے تاکہ اسے کم ازکم حدیث کی بنیادی کتب (مصادر اصلیہ) کا علم ہو، نیز اسے یہ بھی معلوم ہو کہ ان کتب سے حدیث تلاش کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں ؟ کیونکہ ان مصادرِ اصلیہ سے عدم واقفیت اور ان سے استفادہ کے طریق کار سے لاعلمی کی بنا پر طالب علم اسلام کے بنیادی علم سے براہِ راست واقف نہیں ہو پاتا۔

تخریج حدیث کے فوائد

۱۔ اس مصدر کا علم ہو جاتا ہے جس میں وہ حدیث ہوتی ہے اور اس کتاب کے مؤلف کا علم ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک یا ایک سے زائد کتب میں حدیث کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

۳۔ حدیث کی مختلف اسناد کا علم ہو جاتا ہے کہ سند منقطع ہے یا متصل ؟

۴۔ اگر ایک جگہ حدیث صحیح نہ ہو اور دوسری جگہ صحیح ہو تو اس کا علم ہو جاتا ہے۔

۵۔ صحیح اور ضعیف کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

۶۔ حدیث کے مرتبے کا علم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں محدثین کے اقوال کیا ہیں۔

۷۔ اگر کسی ایک جگہ راوی چھوٹ گیا ہو تو دوسری جگہ سے اس کا پتہ چل جاتا ہے،

۸۔ مبہم راوی کی تعیین ہو جاتی ہے۔[۳۹]

۹۔ حدیث معنعن اور تدلیس کا پتہ چل جاتا ہے۔
۱۰۔ اختلاطِ حدیث کا زوال، کیونکہ بعض دفعہ بڑھاپے میں ذہن مختلط ہو جاتا ہے۔
۱۱۔ اگر کوئی راوی اپنی کنیت، لقب یا نسبت استعمال کر لے تو اس کی روایت کا صحیح علم ہو جاتا ہے۔
۱۲۔ روایت میں حدیث کے زیادہ الفاظ کا علم ہو جاتا ہے۔
۱۳۔ غریب الفاظ کی شرح ہو جاتی ہے۔
۱۴۔ نقص اور کمی کا علم ہو جاتا ہے۔
۱۵۔ روایت باللفظ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔
۱۶۔ کسی واقعے کے زمانے اور جگہ کا علم ہو جاتا ہے۔
۱۷۔ کاتب کے سہو اور غلطی کا علم ہو جاتا ہے۔
۱۸۔ محدثین کی معرفت اور ان کا تعارف ہو جاتا ہے[۲۳]

تخریج کی اہمیت

تخریج کی اہمیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کسی بھی طالب علم کے لیے کسی حدیث سے استدلال واستشہاد کرنا صرف اسی وقت ممکن ہے جب کہ اسے یہ معلوم ہو کہ اس حدیث کو کسی مستند کتاب کے مؤلف نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے اور اس سے استفادہ کس طرح ممکن ہے؟ گویا کہ تخریج اسلامی علوم ومعارف تک پہنچنے کے لیے سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے اور اصولِ فقہ کا ایک قاعدہ ہے: "کل مالا یتم بہ واجب فھو واجب"۔ اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ویسے تو ہر محقق کو اس کی ضرورت ہے، لیکن خاص طور پر ایسا آدمی جو اسلامی علوم اور اس سے متعلقہ دیگر موضوعات سے متعلق تحقیق کا طالب ہو تو اس کے لیے اس فن کی معرفت اور اس کی ضرورت دوچند ہو جاتی ہے۔

تخریج کا تاریخی پس منظر

قدیم علماء اور محققین کو اصولِ تخریج جاننے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ حدیث

کے مصادرِ اصلیہ کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع ہوتی تھیں اور حدیثِ رسولؐ کے ساتھ ان کا تعلق بڑا مضبوط ہوتا تھا اس لیے انھیں جب کبھی حدیث سے استدلال و استشہاد کی ضرورت پڑتی تو کتبِ حدیث سے اسے تلاش کرنے میں انھیں زیادہ زحمت نہیں پیش آتی تھی۔ کئی سو سال تک صورتِ حال اطمینان بخش رہی۔ لیکن جب علماء دین کی معلومات کا دائرہ سکڑنا شروع ہوگیا اور حدیث کے مصادرِ اصلیہ کے بارے میں ان کی معلومات کم سے کم تر ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہ متقدمین نے جن احادیث سے اپنی کتب میں علوم شرعیہ وغیرہ (جیسے فقہ، تفسیر اور تاریخ وغیرہ) مرتب کیے تھے، ان احادیث کے مصادرِ اصلیہ کی معرفت تک مشکل ہو گئی تو بعض علماء نے اس طرف خاص توجہ کی اور جو کتابیں حدیث کے علاوہ دوسرے علوم میں لکھی گئی تھیں ان میں درج احادیث کی تخریج کی اور ان کے مصادرِ اصلیہ کی نشاندہی کی اور حسبِ ضرورت ان احادیث کے مراتبِ صحت و ضعف پر کلام کیا۔ اس طرح وہ کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جنھیں آج کتبِ تخریج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمود طحانؒ کی تحقیق کے مطابق اس سلسلے کی سب سے پہلی کتاب "تخریج الفوائد المنتخبہ الصحاح والغرائبؒ" ہے جسے شریف ابو القاسم الحسینیؒ نے تحریر کیا اور خطیب بغدادیؒ نے اس کی تخریج کی۔ اس سلسلے کی دوسری تالیف ابو القاسم المہروانیؒ کی ہے جس کا نام "تخریج الفوائد المنتخبۃ الصحاح والغرائب" ہے۔ اس کی تخریج بھی خطیب بغدادی نے کی ہے۔ مذکورہ دونوں کتابیں اب تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی ہیں اور مخطوطہ کی شکل میں موجود ہیں۔

اس سلسلے کی تیسری کتاب محمد بن موسیٰ الحازمی شافعیؒ کی "تخریج احادیث المہذبؒ" ہے۔ مہذبؒ کا شمار فقہ شافعی کی اہم کتب میں ہوتا ہے۔ اسے ابو اسحاق شیرازیؒ نے تالیف کیا ہے۔ پھر اس کے بعد متعدد اہل علم نے اس فن میں مختلف کتب تالیف کیں۔ اس طرح ان اہلِ علم نے ایک طرف تو ان کتب کی احادیث کی تخریج کی خدمت کی ہے اور دوسری طرف حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بھی گراں قدر خدمت سرانجام دی اور ان کتب میں پائے جانے والے اس خلا کو پورا کر دیا ہے جو ان احادیث سے متعلق پوری معلومات درج نہ کرنے کی

وجہ سے پیدا ہوا تھا - امر واقع یہ ہے کہ اگر یہ علماء کرام اس خدمت کو سرانجام نہ دیتے تو علوم شرعیہ کی ان تصانیف میں بڑا نقص ہوتا جو ان علماء کی گراں قدر خدمت کی وجہ سے اب دور ہو گیا ہے ۔ جزاھم اللہ عنّا احسن الجزاء۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حالات کافی تبدیل ہو چکے ہیں اور صورتِ حال یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو علوم شرعیہ میں تحقیق کرتے ہیں، اگر کسی کتاب میں کوئی حدیث دیکھ لیں تو حدیث کے مصادرِ اصلیہ سے عدم واقفیت کی وجہ سے انھیں اس حدیث کی اصل نص تک رسائی کے طریقۂ کار تک کا علم نہیں ہوتا ۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ان کتبِ حدیث کی ترتیب و طریق کار سے لاعلمی ہے اور اگر یہ پتہ چل بھی جائے کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں موجود ہے تب بھی اس دور کا ایک عام طالب علم وہاں تک رسائی میں اپنے لیے بڑی مشکل محسوس کرتا ہے اور اس کا سبب بھی ان کتب کی ترتیب و طریق کار سے عدم واقفیت ہے ۔

(تخریجِ حدیث پر محدثین نے زبردست خدمات انجام دی ہیں ۔ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے ۔ اس مضمون کو اس موضوع کی تمہید ہی کہا جا سکتا ہے ۔ جلال الدین)

حواشی و مراجع

۱ القاموس: ۱/ ۱۹۱-۱۹۲

۲ ایضاً ۳ ایضاً

۴ لسان العرب: ۲/ ۲۴۹ ۵ ایضاً

۶ سورۃ الفتح، آیۃ: ۲۹

۷ اصول التخریج ودراسۃ الاسانید (الدکتور) محمود طحان، ص: ۱۰

۸ علوم الحدیث لابن الصلاح: ص ۲۲۸

۹ ایضاً

۱۰ فتح المغیث للسخاوی، ۲/ ۳۳۸

۱۱ المناوی: عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی المناوی الشافعی (م ۱۰۳۱ھ) ہدیۃ العارفین: بغدادی ۱/ ۵۱۰-۵۱۱، فہرس الفہارس للکتانی: ۲/ ۳-۴، البدر الطالع للشوکانی ۱/ ۳۵۷

۱۲ یہ علامہ سیوطی کی کتاب الجامع الصغیر کی شرح ہے جس میں مناوی نے سیوطی کا تعاقب کیا ہے ۔ یہ کتاب

الجامع الصغیر کے ساتھ مطبع مصطفیٰ محمد، قاہرہ سے چھ ضخیم جلدوں میں ۱۳۵۶ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۳؎ سیوطی: عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر الشافعی (جلال الدین، ابوالفضل) (۸۴۹-۹۱۱ھ) حالات کے لیے دیکھیں: الضوء اللامع للسخاوی، ۴/۶۹-۷۰، شذرات الذہب لابن العماد ۸/۵۱-۵۵۔ الکواکب السائرہ للغزی، ۱/۲۲۶-۲۳۱، البدر الطالع للشوکانی، ۱/۳۲۸-۳۳۵۔ ہدیۃ العارفین للبغدادی، ۱/۵۳۴-۵۴۴، حسن المحاضرۃ للسیوطی، ۱/۱۸۸-۱۹۵، معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ: ۵/۱۲۸-۱۲۹

۱۴؎ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱/۲۰

۱۵؎ جوامع، جامع کی جمع ہے۔ جامع محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیث کی وہ تمام اقسام پائی جاتی ہیں جن کی انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔ جیسے عقائد، احکام، کھانے پینے اور سفر و حضر کے احکام، اسی طرح تفسیر، تاریخ، فتن، مناقب وغیرہ۔ مثلاً الجامع الصحیح للبخاری، الجامع الصحیح لمسلم، جامع الترمذی۔ اصول التخریج للطحان، ص: ۱۱۰

۱۶؎ "سنن" محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی ان کتب کو کہا جاتا ہے جو ابواب فقہ پر مرتب کی گئی ہوں اور صرف احادیث مرفوعہ پر مشتمل ہوں۔ الرسالۃ المستطرفہ للکتانی، ص: ۳۲

۱۷؎ مسانید ان کتب حدیث کو کہا جاتا ہے جن میں ہر صحابی کی احادیث الگ الگ ذکر کی گئی ہوں۔ مثلاً مسند احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) و مسند ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی (۲۱۹ھ) وغیرہ۔ اصول التخریج، ص: ۴۰ اور بعض اوقات محدثین کے نزدیک مسند کا اطلاق ایسی کتاب پر ہوتا ہے جس میں احادیث فقہی ترتیب یا حروف تہجی کے مطابق جمع کی گئی ہوں، جیسے مسند بقی بن مخلد الاندلسی (۲۷۶ھ) الرسالۃ المستطرفہ ص: ۷۴-۷۵

۱۸؎ اصول التخریج، ص: ۱۲

۱۹؎ حوالہ سابق۔

۲۰؎ یعنی حدیث نبوی کی مستند چھ کتابیں جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے اور وہ یہ ہیں۔ صحیح بخاری صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

۲۱؎ امام مالک: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی۔ ۴ ربیع الاول (۹۳-۱۷۹ھ) میں فوت ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء ۶/۱۵۹-۱۸۲، تذکرۃ الحفاظ لابن عبدالہادی، ۲/۴۹ وغیرہ

۲۲؎ یہ کتاب امام احمد بن حنبل (۱۶۴-۲۴۱ھ) کی تالیف ہے۔ چھ ضخیم جلدوں میں دارالفکر، بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ امام احمد کے حالات کے لیے دیکھیں، تاریخ دمشق، ابن عساکر ۱/۶۱-۸۳، سیر اعلام النبلاء، ۸/۱۹۷۵، الکاشف للذہبی، ۲/۷، طبقات الاولیاء ۱/۱۸۲-۱۸۴

۲۳ھ حاکم: محمد بن عبداللہ بن محمد حمدویہ نیشاپوری ہے جو ابو عبداللہ الحاکم کے نام سے مشہور ہیں۔ ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے اور ۸ صفر ۴۰۵ھ کو نیشاپور ہی میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۴۰، طبقات الشافعیۃ للسبکی ۱/۱۲۴-۱۲۵، تاریخ بغداد للبغدادی، ۵/۴۷۳-۴۷۴، وفیات الاعیان لابن خلکان، ۱/۴۱۳-۴۱۴۔ طبقات الشافعیہ، ۳/۱۳-۷۲۔ المنتظم لابن الجوزی۔ ۷/۶۷۴-۶۷۵، لسان المیزان لابن حجر، ۵/۲۳۲-۲۳۴۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۳/۲۲۷-۲۳۳۔ البدایۃ والنہایۃ: ۱۱/۳۵۵، میزان الاعتدال للذہبی ۳/۸۵۔ الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ۹/۸۶۔ شذرات الذہب لابن العماد: ۳/۱۷۶

۲۴ھ عبدالرزاق: ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ) یہ کتاب گیارہ ضخیم جلدوں میں حبیب الرحمٰن الاعظمی کی تحقیق کے ساتھ مجلس علمی نے مطابع دار القلم، بیروت سے ۱۳۹۰ھ - ۱۹۷۰ء میں شائع کی ہے اور یہ اہلِ علم میں متداول ہے۔

۲۵ھ محمد الحمیدی (۴۲۰-۴۸۸ھ/۱۰۲۹-۱۰۹۰ء) محمد بن فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید الازدی الحمیدی الاندلسی المیورقی۔ ابو عبداللہ، محدث، حافظ، اصولی، مورخ، ادیب، اصلاً من قرطبہ، اندلس کے میورقع جزیرہ میں ۴۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن حزم ظاہری کے مذہب پر تھے۔ ابن عبدالبر سے بھی علم حاصل کیا۔ ۱۷ رذی الحجہ ۴۸۸ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ الجمع بین الصحیحین، الذہب المسبوک فی وعظ الملوک، جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس، تسہیل السبیل فی علم الترسیل حمیدی کی اہم تصانیف ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ معجم المؤلفین ۱۱/۱۲۱-۱۲۲۔ وفیات الاعیان لابن خلکان ۱/۱۴۷-۱۵۷۔ معجم الادباء، ۱۸/۱۲۸۲-۱۲۸۷۔ الوافی للصفدی، ۴/۱۸-۷-۳۱۔ النجوم الزاہرۃ لابن تغری، ۵/۱۵۷۔ تذکرۃ الحفاظ، ۴/۱۷، الکامل فی التاریخ، ابن الاثیر ۱۰/۸۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۱۵۔ شذرات الذہب، ۳/۳۹۲

۲۶ھ الجمع بین الصحیحین حدیث میں حمیدی کی اہم تصنیف ہے۔ یہ اب تک مخطوطہ کی شکل میں ہے۔

۲۷ھ اطراف "طرف" کی جمع ہے۔ طرف الحدیث: حدیث کا کوئی جزء جو اس حدیث کے بقیہ متن پر دلالت کرے۔ جیسے حدیث "کلکم راع وکلکم مسؤل" و "بنی الاسلام علی خمس" وغیرہ۔ اصول التخریج، ص: ۴۸

۲۸ھ مزی، الحافظ جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن المزی (م ۷۴۲ھ)

۲۹ھ اس کتاب میں علامہ مزی نے صحاح ستہ کے ساتھ درج ذیل کتب حدیث میں مذکور اطراف حدیث کو ذکر کیا ہے۔ ۱ مقدمہ صحیح مسلم۔ کتاب ۲ المراسیل لابی داؤد۔ ۳ کتاب العلل الصغیر للترمذی۔ کتاب ۴ الشمائل للترمذی کتاب ۵ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، مزی کی اس کتاب میں احادیث کی تعداد ۱۹۹۵ ہے۔ اصول التخریج

۴۰۲

ص : ۵۱ - ۵۳ ۔ یہ کتاب ۱۴ ضخیم جلدوں میں عبدالصمد شرف الدین کی تصحیح کے ساتھ دار الباز، عباس احمد الباز مکۃ المکرمہ سے شائع ہوئی ہے ۔

۳۰ھ منذری : عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد المنذری الشافعی زکی الدین ابو محمد (۵۸۱ - ۶۵۶ ھ) متعدد کتب تالیف کیں۔ حالات کے لیے دیکھیں : طبقات الشافعیۃ للسبکی ۱۰۸- ۱۸۸، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۱۳/ ۲۱۲ ۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ، ۴/ ۲۲۰ - ۲۲۱ ۔ النجوم الزاہرۃ لابن تغری بردی ، ۷/ ۱۳ ۔ فوات الوفیات ، محمد بن شاکر الکتبی ، ۱/ ۲۹۷ ۔ شذرات الذہب لابن العماد ۵/ ۲۷۷ - ۲۷۸ ۔ ہدیۃ العارفین للبغدادی ۱۰/ ۵۸۷ ۔ معجم المؤلفین ، ۵/ ۲۶۴ ۔

۳۱ھ یہ کتاب ابو سلیمان الخطابی کی معالم السنن اور احمد محمد شاکر اور محمد حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ آٹھ ضخیم جلدوں میں المکتبہ الاثریہ ، سانگلہ ہل فیصل آباد پاکستان سے ۱۹۷۹ء/ ۱۳۹۹ ھ میں شائع ہو چکی ہے ۔

۳۲ھ اس تفسیر کا پورا نام جامع البیان من تاویل ای القرآن ہے ۔ تالیف : محمد بن جریر طبری (۳۱۰ ھ) مؤلف کے حالات کے لیے دیکھیں ۔ شذرات الذہب ، ۲/ ۲۶۰ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ۸/ ۱۳۴- ۱۳۷ ۔ والنجوم الزاہرۃ ، ۳/ ۲۵۰ ۔ وکشف الظنون ، ۱/ ۴۳۷ ، یہ تفسیر بالماثور کی سب سے ضخیم کتاب ہے ۔ جو تیس جلدوں میں متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے ۔

۳۳ھ تاریخ طبری ، محمد بن جریر الطبری (م ۳۱۰ ھ) اس کتاب کا پورا نام "تاریخ الرسل والامم والملوک" ہے ۔ متعدد جگہوں سے طبع ہو چکی ہے ۔ ایک مرتبہ مطبعہ الاستقامہ القاہرہ سے ۱۹۳۹/ ۱۳۵۸ میں بھی شائع ہوئی ہے ۔

۳۴ھ امام شافعی : محمد بن ادریس بن العباس ابن شافع القرشی ، المطلبی ، الشافعی ، الحجازی المکی (ابو عبداللہ) (۱۵۰ - ۲۰۴ ھ) ائمہ اربعہ میں سے ایک امام ہیں ۔ جن کی طرف شافعی مذہب کی نسبت ہے ۔ غزہ (فلسطین) میں پیدا ہوئے اور مصر میں وفات پائی ۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیں تاریخ بغداد ، للبغدادی ۲/ ۵۶ - ۷۳ ، الفہرست لابن ندیم ، ۱/ ۲۰۹ ، وفیات الاعیان لابن خلکان ، ۱/ ۵۶۵ - ۵۶۸ ۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی ، ۱/ ۴۴ - ۶۷ ۔ معجم الادباء ، ۱۷/ ۲۸۱ - ۳۲۱ ۔ تہذیب التہذیب ، ۹/ ۲۰ - ۳۱ ۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ، ۶/ ۲۲ ۔ معجم المؤلفین ، ۹/ ۳۲ ۔ النجوم الزاہرۃ ، ۲/ ۱۷۶ - ۱۷۷ ۔

۳۵ھ یہ فقہ شافعی کی اہم کتاب ہے جسے خود امام محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ ھ) نے تحریر کیا ہے ۔ اس میں مؤلف نے تمام فقہی ابواب مع دلائل ذکر کئے ہیں ۔ اس کتاب میں امام شافعی نے نقلی دلائل سے اپنے مذہب کا بھرپور دفاع کیا ہے ۔ یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے ۔

۳۶ھ ابن حجر : احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی (۷۷۳ - ۸۵۲ ھ) ابن حجر اصلا عسقلان (فلسطین) سے

تعلق رکھتے تھے۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں ہی وفات پائی حالات کی تفصیل کے لیے دیکھیں:
الأعلام، خیر الدین الزرکلی، ۱/ ۱۷۹

۳۷ھ اس کتاب کے دو جزو ہیں۔ ایک ہی جلد میں متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ مکتبہ دار السلام لاہور سے مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی شرح و تعلیق "اتحاد الکرام" کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ نیز اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالوکیل علوی نے کیا ہے، جس پر نظر ثانی ارشاد الحق اثری نے کی ہے۔ یہ ترجمہ بھی مذکورہ مکتبہ سے طبع ہو چکا ہے۔

۳۸ھ ملاحظہ کیجیے حاشیہ نمبر ۱۳

۳۹ھ اس کتاب کا پورا نام الجامع الصغیر من حدیث البشیر والنذیر ہے۔ اس سے پہلے سیوطی نے ایک اور کتاب لکھی تھی جس کا نام "جمع الجوامع" تھا۔ یہ بہت بڑی کتاب تھی اس لیے علامہ سیوطی نے اسے مختصر کیا۔ اس میں احادیث کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے جمع کیا گیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ کے مطابق اس میں احادیث کی تعداد دس ہزار اکتیس ہے (۱۰۰۳۱) ہے۔ اصول التخریج ص: ۴۷ - ۴۷۔ یہ کتاب مع شرح فیض القدیر للمناوی مطبع مصطفیٰ محمد، قاہرہ سے ۱۳۵۷ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۴۰ھ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اسے امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی الدمشقی (۶۳۱ - ۶۷۶ھ) نے تالیف کیا ہے۔ اس کتاب میں کل چالیس حدیثیں ہیں، جو سب کی سب صحیح ہیں۔ ان میں زیادہ حدیثیں صحیح بخاری و مسلم سے لی گئی ہیں۔ یہ تمام حدیثیں دین کے بنیادی اصول و قواعد پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے اور کئی اہل علم نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔

۴۱ھ اس کتاب کا پورا نام "ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین" ہے۔ یہ بھی یحییٰ بن شرف الدین نووی کی تالیف ہے۔ اس میں امام نوویؒ نے عقیدہ اور عملی زندگی کے اکثر و بیشتر مسائل سے متعلق صحیح احادیث جمع کی ہیں۔ اس کتاب میں کل ۱۸۹۶ حدیثیں ہیں، جو پندرہ عنوانات کے تحت مذکورہ ہیں۔ یہ کتاب متعدد ابواب پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے پوری کتاب میں ایک ہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ پہلے باب کا عنوان پھر اس کی مناسبت سے ایک یا ایک سے زائد قرآنی آیات اور اس کے بعد متعدد حدیثیں نقل کی ہیں۔ یہ کتاب متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اہلِ علم میں مشہور ہے۔ متعدد زبانوں میں اس کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔

۴۲ھ اصول التخریج، ص: ۱۴

۴۳ھ حوالہ سابق، ص: ۱۵-۱۷ بتصرف

۴۴ہ د۔محمود طحان: جامعہ امام بن سعود کی فیکلٹی آف اصول الدین میں حدیث کے پروفیسر ہیں۔
۴۵ہ یہ کتاب مخطوط کی شکل میں ہے۔ اصول التخریج، ص ۱۶۷
۴۶ہ ان کے حالات تلاشِ بسیار کے باوجود نہ مل سکے۔
۴۷ہ ان کا نام: ابوبکر احمد بن علی ابن ثابت البغدادی (۳۹۲-۴۶۳ھ) (۱۰۰۲-۱۰۷۱ء) ہے۔ حالات کے لیے دیکھیں: المنتظم، ابن الجوزی ۸/۱۲۹-۱۳۵، النجوم الزاہرۃ، ۸۷/۵-۸۸، البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۱۰۱-۱۰۳، شذرات الذہب، ۳/۳۱۱-۳۱۲۔
۴۸ہ اصول التخریج، ص: ۱۶، ان کے حالات تلاش کے باوجود نہیں مل سکے۔
۴۹ہ سابق مرجع ۱۶۱، اس کتاب کا ایک نسخہ (فوٹواسٹیٹ) مرکز البحث العلمی، مکہ مکرمہ میں ۲۲۸، یہ حدیث سیکشن میں موجود ہے۔ تخریج الاحادیث الواردۃ فی مدونۃ امام مالک ۱۰/۴۶)
۵۰ہ حازمی: محمد بن موسیٰ عثمان بن عثمان بن حازم الحازمی (م ۵۸۴ھ) ہے۔ ابوبکر کنیت ہے۔ شافعی المسلک ہیں۔ مؤرخ فقیہ ہیں، متعدد کتب تالیف کی ہیں۔ ان میں الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الحدیث، شروط الائمۃ الخمسۃ بخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی و الترمذی، المبتدی فی الانساب اور المؤتلف والمختلف فی اسماء الاماکن والبلدان خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مزید حالات کے لیے دیکھیں۔ وفیات الاعیان لابن خلکان ۱/۹۷-۱۸۷، طبقات الشافعیہ للسبکی، ۷/۱۸۹-۱۹۵۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، ۲/۱۹۲۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۴/۱۵۱-۱۵۳۔ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ۲/۳۳۲۔ شذرات الذہب لابن العماد، ۴/۲۸۲
۵۱ہ الرسالۃ ص: ۱۴۲۔ واصول التخریج، ص: ۱۶
۵۲ہ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ امام یحیٰی بن شرف الدین نووی (م ۶۷۶ھ) نے "المجموع" کے نام سے "مہذب" کی شرح لکھی ہے۔ فقہ شافعی کی یہ سب سے جامع شرح ہے۔ نووی اس کی تکمیل سے قبل ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ یہ شرح قاہرہ سے نو (۹) ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔
۵۳ہ فیروزآبادی: ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الفیروزآبادی (۴۷۶ھ) ہے۔ مہذب کے علاوہ بھی ان کی تالیفات ہیں۔ النکت فی الخلاف، اللمع وشرحہ، التبصرہ فی اصول الفقہ۔ حالات کے لیے ملاحظہ کیجئے۔ معجم المؤلفین ۱/۶۸-۶۹، شذرات الذہب، ۳/۳۴۹-۳۵۱۔ البدایۃ والنہایۃ: ۱۲/۱۲۴-۱۲۵، طبقات الشافعیہ للسبکی، ۳/۸۸-۱۱۱، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۱۷۲-۱۷۴۔